ایصال ثواب قرآن و حدیث کی روشنی میں

المعروف

آخرت کا سہارا

مصنف

مفتی محمد شفیق الاسلام رضوی مصباحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایصال ثواب قرآن وحدیث کی روشنی میں

المعروف

آخرت کا سہارا

مصنف

حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی

اُستاذ و مفتی جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم بنگلور

نام کتاب : ایصال ثواب قرآن وحدیث کی روشنی میں

المعروف ”آخرت کا سہارا“

نام مصنف : حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام مصباحی دیناجپوری

اُستاذ و مفتی جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم بنگلور

تقریظ جمیل : حضرت علامہ مولانا محمد عارف صاحب بریلوی

پروف ریڈر : مولوی محمد عامل حسین ومجتبیٰ اشرف

طلبہ جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور

ناشر : امام احمد رضا ایجوکیشن فاؤنڈیشن، شری نگر، اندور

سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۱ء

ملنے کے پتے : امام اعظم ایجوکیشن فاؤنڈیشن ڈمٹھی اسلام پور۔

: جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم بنگلور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست

۹۲/۸۶/۷

تقریظ جمیل

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا محمد عارف بریلوی

صدر المدرسین الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

زندگی کے ساتھ موت کا تصور ایک لازمی شئ ہے کوئی بھی عقل منداس کا انکار نہیں کرسکتا۔ رداء حیات میں ملبوس ہوجانے کے بعد انسان کا ورود ایک جہان میں ہوتا ہے یہ جہاں محدود ہونے کے باوجود بھی بہت وسیع وعریض ہے بلکہ اگر علم انسانی کی ناپائداری اور تنگ دامنی کی بنیاد پر اس کو غیر محدود کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا یہ جہان محدود ہے تو علم قدرت کے لحاظ سے۔ مگر موت سے ہمکنار ہونے کے بعد انسان ایسے جہان میں منتقل ہو جاتا ہے جس کو خالق کائنات نے غیر محدود بنایا ہے وہاں صبح وشام، دن، رات، گھنٹہ، منٹ اور سکنڈ جیسی قیود کو حذف کردیا گیا ہے اسی لئے ذی ہوش صاحب خرد انسان اس جہان فانی پر جہان باقی کو ترجیح دیتا ہے۔ ہماری معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کا تعاون ناگریز شئ ہے یہ عقل کا تقاضا بھی ہے اور مذہب کا حکم بھی مگر بڑی ناسپاسی ہوگی کہ ہمارے جو احباب دنیا سے کوچ فرما کر دار آخرت میں جگہ بنا چکے ہیں ہم انہیں فراموش کردیں اور ان کو پہنچنے والے ثواب یا ترقی درجات سے ہم ایسے ہی مایوس ہوجائیں جیسے مردہ کفار رحمت خداوندی سے مایوس ہوچکے ہیں۔ یقیناً غیرت ایمانی رکھنے والا انسان اس کا مرتکب نہیں ہوسکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کیا زندوں کے ساتھ مرحومین کا کوئی تعلق باقی ہے جس تعلق کی بنیاد پر ہم ناشکری سے بچ سکیں۔ یہی ایک سوال ہے جس کا مفصل ومبرہن جواب حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام صاحب مصباحی کی یہ کتاب ہے۔

رفیق العلماء اہلسنت و جماعت کے ایک جواں سال مگر بڑے ہی حساس اور ذی استعداد مفتی کا نام ہے جو الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کی مسند افتاء وتدریس پر جلوہ فرما ہیں۔ اور کامیابی کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی علماء نے اس موضوع پر بڑی وقیع اور گراں قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مگر مفتی صاحب نے جدید دور کے تقاضوں کے مدنظر اپنی کتاب میں جدت پیدا کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی۔ کتاب میں حوالہ جات کی کثرت ہے اور حوالوں کے اندراج میں طرز جدید کی مکمل رعایت برتی کی گئی ہے کہ اصل سے مقابلے کے وقت کوئی پریشانی حائل نہ ہو۔ ترتیب بڑی عمدہ ہے پہلے آیات قرآنیہ کے ذریعہ اپنے دعوے کو مبرہن کیا ہے پھر معتبر تفاسیر کے ذریعہ استدلال کو تقویت پہنچائی ہے۔ بعدۂ وافر مقدار میں احادیث کریمہ اور ان کی تشریح ان شارحین حدیث کے ذریعہ کی ہے جن کی شخصیات ہر مکتبہ فکر کی نظر میں مسلم ہے۔ اخیر میں نصوص فقہیہ درج فرما کر استدلال تام فرما دیا ہے۔ یہ سب طالب حق کے لئے بہت کافی ہے۔ جاہل، منکر اور ہٹ دھرم کے لئے دفتر بھی بیکار۔

مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرما کر عامۃ المسلمین کو اس سے فائدہ عطا فرمائے اور مفتی صاحب کے قلم کو اور زور عطا فرمائے۔

محمد عارف بریلوی

خادم التدریس الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ
میت کے لئے ایصال ثواب کرنا اور تیجہ، چالیسواں، چھٹی وگیارہویں شریف منانا
کیسا ہے؟

المستفتی

محمد عبدالحمید خاں، مختار علی، محمد صغیر خاں، منشی خان، عبدالوحید
ڈونگر گاؤں، تحصیل مہو ضلع اندور (ایم پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : ایصال ثواب کہتے ہیں کسی شخص کا اپنے کسی عمل صالح اور اچھے کام کا ثواب دوسرے کو پہنچانا۔ اب وہ اچھا کام چاہے نماز ہو یا روزہ، تلاوت قرآن کریم ہو یا ذکر، حج وعمرہ ہو یا صدقات وخیرات اور یہ کام شریعت میں پسندیدہ ومحبوب اور مستحسن ومندوب ہے۔ اہلسنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے اور قرآن وحدیث، فقہ واقوال علماء سے اس کا جواز واستحباب ثابت ہے۔

﴿ قرآن مقدس سے ایصال ثواب کا ثبوت ﴾

(۱) **ارشاد باری تعالیٰ ہے:** وَالَّذِيْنَ جَآؤُ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ **(سورۂ حشر،۵۹،آیت ۱۰)**

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ **(کنز الایمان)**

☆ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وفی الآیة دلیل علی ان الترحم والاستغفار واجب علی المومنین الاخرین للسابقین منہم لاسیما لابائہم ومعلمہم امور الدین اھ

(تفسیر روح البیان، ج۹، ص۴۳۳، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس آیت کریمہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ گزشتہ مسلمانوں کے لئے رحمت کی دعا کرنا اور مغفرت چاہنا بعد کے مسلمانوں پر واجب ہے خصوصاً اپنے آبا واجداد اور دینی علوم کے اساتذہ کے لئے۔

☆ تفسیر صاوی میں ہے: قولہ (الذین سبقونا بالایمان) ای بالموت علیہ فینبغی لکل واحد من القائلین بھذا القول ان یقصد بمن سبقہ من انتقل قبلہ من زمنہ الی عصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل جمیع من تقدمہ من المسلمین لاخصوص المہاجرین والانصار اھ

(ج۴، ص۱۷۹، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

اور وہ لوگ جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ایمان پر ان کی موت ہوئی تو اس قول کے ہر کہنے والے کو چاہئے کہ اس سے پہلے جو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک گزر چکے ان کا قصد کرے تو اپنے زمانے سے پہلے کے تمام مسلمانوں کو دعا میں داخل کرے صرف مہاجرین وانصار کو خاص نہ کرے۔

(۲) **ارشاد باری تعالیٰ ہے:** وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ (الطور۵۲، آیت۲۱)

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔ (کنزالایمان)

☆ **تفسیر مدارک میں ہے:** (الحقنا بھم ذریتھم) ای تلحق الاولاد بایمانھم واعمالھم درجات الآباء وان قصرت اعمال الذریة عن اعمال الآباء اھ (ج۴، ص۱۴۵)

ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی، یعنی اولاد کو اپنے ایمان واعمال کے ساتھ باپوں کے درجوں تک ملادی جائے گی اگرچہ اولاد کے اعمال باپوں کے اعمال سے کم ہوں۔

(۳) رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (نوح۷۱، آیت۲۸)

اے میرے رب! مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو (کنزالایمان)

☆ **اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے:** ھذا عام فی کل مومن امن باللہ وصدق الرسول وانما بدء بنفسہ لانھا اولی با لتخصیص والتقدیم ثم ثنی بالمتصلین بہ لانھم احق بدعائہ من غیرھم ثم عمم جمیع المومنین والمومنت لیکون ذلک ابلغ فی الدعاء اھ (ج۴، ص۳۴۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یہ دعا عام ہے ہر اس مومن کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور رسول اللہ کی تصدیق کی اور دعا کو اس نے اپنی ذات سے شروع کیا اس لئے کہ تخصیص وتقدیم کا وہی زیادہ لائق ہے پھر ان لوگوں کو جو اس سے متصل ہیں کیونکہ دوسروں کے بہ نسبت یہ لوگ اس کی دعا کے زیادہ حقدار ہیں پھر تمام مومنین ومومنات کو عام کردیا تاکہ دعا جامع ہوجائے۔

(۴) وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل۱۷، آیت۲۴)

اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا (کنزالایمان)

☆ **تفسیر روح المعانی میں ہے:** والظاھر ان الامر للوجوب فیجب علی الولد ان یدعو لوالدیہ بالرحمة اھ (ج۱۵، ص۷۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ظاہر یہ ہے کہ امر وجوب کے لئے آتا ہے تو اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کے لئے رحمت کی دعا کریں۔

☆ **اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ اسمٰعیل حقی رحمة اللہ علیہ رقمطراز ہیں:**

سئل ابن عيينه عن الصدقة عن الميت فقال كل ذلک واصل اليه ولا شيء انفع له من الاستغفار ولو كان شيء افضل منه لامرت به في الابوين ويعضده قوله عليه السلام ان الله ليرفع درجة العبد في الجنة فيقول يارب اني لي هذا فيقول باستغفار ولدک وفي الحديث من زار قبر ابويه او احدهما في كل جمعة كان بارا اه

(روح البیان، ج۵ص۱۴۸،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

ابن عیینہ سے سوال ہوا کہ مردہ کی طرف سے صدقہ کرنا کیسا ہے اور یہ پہونچتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب اس کو پہنچے گا اور کوئی چیز میت کے لئے دعائے مغفرت سے بڑھ کر نفع بخش نہیں ہے اگر کوئی چیز دعائے مغفرت سے افضل ہوتی تو والدین کے حق میں اسی کا حکم ہوتا، اوراس کی تائید حضور علیہ السلام کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کا درجہ بلند فرمائے گا۔ وہ کہے گا میرے مولیٰ یہ درجہ مجھے کس طرح ملا؟ ارشاد ہوگا تیرے لڑکے کی دعائے مغفرت کی وجہ سے اور حدیث میں ہے :جوشخص ہر جمعہ کواپنے والدین یاان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کیا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک شمار ہوگا۔

آیات قرآنیہ اوران کی معتمد تفاسیر کے بعد ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ پیاری حدیثیں نقل کررہے ہیں جن سے ایصال ثواب کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب بھی دن کے اجالے کی طرح ظاہر ہوجائے گا۔

صحیح حدیثوں سے ایصال ثواب کا ثبوت

(۱) بخاری شریف میں ہے: عن ابن عباس ان سعد بن عباده توفيت امه وهوغائب عنها فقال يارسول الله ! ان امي توفيت وانا غائب عنها اينفعها شئ ان تصدقت به عنها قال نعم قال فاني اشهدک ان حائطی المخراف صدقة عليها اه (ج۱ص۳۸۶،کتاب الوصایا،باب اذا قال ارضی،مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور وہ موجود نہیں تھے، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہوگیا اور میں غائب تھا اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو فائدہ پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہاں! انہوں نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلوں والا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کردیا۔

(۲) سنن ابی داؤد میں ہے: عن سعد بن عبادة انه قال يا رسول ! ان ام سعد ماتت فاى صدقة افضل قال الماء فحفر بئرا وقال هذه لام سعد اه

(ج۱ص۲۳۶،باب فی فضل سقی الماء کتاب الزکوۃ)

حضرت سعد بن عبادہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے تو کونسا صدقہ افضل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی، تو انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہاں یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

(۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: ان رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم ان امي افتلتت نفسها واظنها لوتكلمت تصدقت فهل لهااجر ان تصدقت عنها قال نعم اه (صحیح البخاری،ج۱ص۱۸۶،کتاب الجنائز،باب موت الفجأۃ بغتۃ۔مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ وکذا فی المسلم ،ج۱ص۳۲۴،باب وصول ثواب الصدقۃ)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کرسکتیں تو وہ صدقہ کرتی اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب ملے گا؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

☆ شارح مسلم علامہ امام نووی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وفي هذا الحديث ان الصدقة عن الميت تنفع الميت ويصل ثوابها وهو

کذلک باجماع العلماء وکذا اجمعوا علی وصول الدعاء قضاء الدین بالنصوص الواردة فی الجمیع اھ

(نووی شرح مسلم، ج۱، ص۳۲۴، باب وصول ثواب الصدقة، مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مردہ کی طرف سے صدقہ کرنا، مردہ کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اس کا ثواب مردہ تک پہنچتا ہے اور اس پر علمائے کرام کا اجماع ہے اور اسی طرح اجماع ہے دعا کے پہونچنے، قرض کے ادا ہونے پر ان نصوص سے جو ان سب پر وارد ہوئیں

☆ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

ویستفادمنہ ان الصدقة عن المیت تجوز وانه ینتفع بها اھ

(عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۸، ص۳۲۶، باب موت الفجأة کتاب الجنائز، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردہ کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور اس سے مردہ کو فائدہ پہونچتا ہے۔

(۴) عن عبداللہ بن عمر سمعت النبی یقول اذامات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره ولیقرأ عند راسه فاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة رواه البیهقی اھ (شعب الایمان للبیهقی، ج۷، ص۱۶، رقم الحدیث ۹۲۹۴، مشکوٰۃ، ص۱۴۹، کتاب الجنائز باب دفن المیت الفصل الثالث، مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی مرجائے اسے روک کر نہ رکھو بلکہ اسے قبر کی طرف جلدی لے جاؤ اور اس کی قبر پر اس کے سر کی جانب سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں اور پیروں کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھو۔

(۵) عن ابن عباس ان امرأة من جهینة جأت الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقالت ان امی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت افاحج

عنها قال نعم حجی عنها ارأیت لوکان علی امک دین اکنت قاضیة ؟ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء اھ

(صحیح البخاری، ج۱، ص۲۵۰، ابواب العمرة، باب الحج والنذر عن المیت مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جھینہ کی ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس کی طرف سے حج کرلو۔ یہ بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتی؟ (اس نے کہا: ہاں) آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ ادا کئے جانے کا زیادہ حقدار ہے۔

(۶) عن جابر بن عبداللہ قال خرجنا مع رسول اللہ یوما الی سعد بن معاذ حین توفی فلما صلی علیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ووضع فی قبره وسوی علیه سبح رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فسبحنا طویلا ثم کبر فکبرنا فقیل یارسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لم سبحت وکبرت قال لقد تضایق علی هذا العبد الصالح قبره حتی فرج اللہ عزوجل عنه اھ

(مسند احمد بن حنبل، ج۴، ص۳۳۲، رقم الحدیث ۱۴۴۵۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے فرمایا کہ جس دن حضرت سعد ابن معاذ کا انتقال ہوا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی اور انہیں قبر میں رکھ دیا گیا اور قبر برابر کردی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح (سبحان اللہ) پڑھی تو ہم نے بھی لمبی تسبیح پڑھی پھر آپ نے تکبیر (اللہ اکبر) کہا تو ہم نے بھی تکبیر کہی تو عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تسبیح وتکبیر کیوں فرمائی؟ ارشاد ہوا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (اس تسبیح وتکبیر کی برکت سے) کشادہ فرمادیا۔

(۷) عن ابن عباس قال جأت امرأة الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت ان اختى ماتت وعليها صوم. قال لو كان عليها دين اكنت تفتضينه ؟ قالت نعم قال فحق الله احق اه (سنن الدارقطنی، ج۱، ص۱۷۵، کتاب الصیام، باب القبلۃ للصائم رقم الحدیث ۲۳۱۳، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری بہن فوت ہوگئی ہے اور اس پر روزے باقی ہیں (تو کیا میں ادا کردوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر قرضہ ہوتا تو کیا تم ادا کرتی ؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مامن اهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الااهدها اليه جبرئيل عليه السلام على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب قبر العميق هذه هدية اهدها اليک اهلک فاقبلها فيدخل عليه فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لايهدى اليهم شئ اه (المعجم الاوسط للطبرانی، ج۷، ص۲۶۰، رقم الحدیث ۶۵۰۰ بیروت)

جب گھر والوں میں سے کوئی اپنے مرے ہوئے رشتہ دار کے لئے صدقہ کرتا ہے تو اس ثواب کا تحفہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ایک نوری تھال میں رکھ کر اس قبر والے کو پیش کرتے ہیں پھر اس قبر والے کے سرہانے کھڑے ہوکر فرماتے ہیں، اے گہری قبر والے تیرے فلاں رشتہ دار نے تیرے لئے یہ ثواب کا تحفہ بھیجا ہے تو اسے قبول کر، تو وہ اسے قبول کر لیتا ہے اور وہ اس پر بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسیوں میں جن کو اس طرح کا کوئی تحفہ نہ ملا وہ غمگین ہوتے ہیں۔

(۹) عن انس ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعو لهم فهل يصل

اليهم ذالک فقال نعم انه يصل اليهم ويفرحون كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدى اليه رواه ابوحفص العكبرى اه
(بنایہ شرح ہدایہ، ج۲، ص۶۱۲، ردالمحتار، ج۴، ص۱۲، باب الحج عن الغیر مطبوعہ بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! ہم میت کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں تو کیا یہ سب چیزیں ان کو پہونچتی ہیں؟ تو سرکار نے فرمایا ہاں۔ وہ ان کو ضرور پہونچتی ہیں اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے ایک آدمی اس وقت خوش ہوتا ہے جب اس کے پاس طبق ہدیہ دیا جاتا ہے۔

(۱۰) عن معقل بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرء يٰس ابتغاء وجه الله غفر الله له ما تقدم من ذنبه فاقرؤ ها عند موتاكم رواه البيهقى فى شعب الايمان اه (کنزالعمال، ج۱، ص۲۸۹، کتاب الاذکار قسم الاقوال فی فضائل سورۂ یٰس، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

حضرت معقل ابن یسار سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے سورۂ یٰس پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ بخش دے گا تو اس سورت کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔

(۱۱) عن ابن عباس قال مر النبى صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان من كبير ثم قال بلى اما احدهما فكان يسعى بالنميمة واما الاخر فكان لايستتر من بوله ثم اخذ عودا رطبا فكسره باثنين ثم غرز كل واحد منها على قبر ثم قال لعله يخفف عنهما مالم ييبسا اه (صحیح البخاری، ج۱، ص۱۸۴، کتاب الجنائز باب عذاب القبر من الغیبۃ والبول۔ مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا دوقبروں سے گزر ہوا، فرمایا انہیں عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، پھر فرمایا ہاں ان میں سے ایک چغل خور تھا اور دوسرا پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا پھر آپ ایک سبز ٹہنی لیکر اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر رکھ دئے، پھر فرمایا جب تک یہ سوکھیں گے نہیں امید ہے کہ عذاب میں کمی رہے گی۔

☆ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: **واستحب العلماء قراء ۃ القرآن عند القبر لھذا الحدیث لانہ اذا کان یرجی التخفیف لتسبیح الجرید فتلاوۃ القران اولٰی اھ** (عمدۃ القاری شرح البخاری، ج۳، ص۱۷۶، کتاب الوضوء باب من الکبائر ان لایستتر من بولہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اس حدیث کی وجہ سے علماء نے قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کو مستحب قرار دیا، اس لئے کہ جب ٹہنی کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف کی امید ہے تو تلاوت قرآن سے عذاب میں کمی بدرجہ اولٰی ہوگی۔

☆ **شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں:**

واستحب العلماء قراء ۃ القرآن عندالقبر لھذا الحدیث اذتلاوۃ القرآن اولی بالتخفیف من تسبیح الجرید وقدذکر البخاری ان بریدۃ بن الحصیب الصحابی اوصیٰ ان یجعل فی قبرہ جرید تان فکانہ تبرک بفعل مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھ (مرقات شرح مشکوۃ، ج۲، ص۵۳، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء الفصل الاول، رقم الحدیث، ۳۳۸، مطبوعہ بیروت)

علماء نے اس حدیث سے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنا مستحب قرار دیا۔ اس لئے کہ قرآن شریف کی تلاوت عذاب کے تخفیف کے معاملہ میں ٹہنی کی تسبیح سے ضرور بہتر ہے اور بخاری نے ذکر کیا کہ بریدہ بن حصیب صحابی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنی

رکھی جائے تو گویا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فعل کے مثل سے برکت حاصل کرنا چاہا۔

☆ **علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: وقد قیل ان المعنی فیہ انہ یسبح مادام رطبا فیحصل التخفیف ببرکۃ التسبیح وعلی ھذا فیطرد فی کل مافیہ رطوبۃ من الاشجار وغیرھا وکذالک فیما فیہ برکۃ کالذکر وتلاوۃ القرآن من باب الاولیٰ وقد تاسی بریدۃ ابن الحصیب الصحابی بذلک فاوصی ان توضع علی قبرہ جرید تان وھو اولیٰ ان یتبع من غیرہ اھ** (فتح الباری شرح البخاری، ج۱، ص۵۴۶، ۵۴۷، کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لایستتر من بولہ رقم الحدیث، ۲۱۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور کہا گیا ہے کہ عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ ٹہنی جب تک تر رہے گی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے گی تو تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ لہٰذا تسبیح کی یہ برکت درخت وغیرہ ہر اس چیز کو عام ہوگی جس میں تری ہو اور اسی طرح اس چیز کو بھی جو متبرک ہو جیسے ذکر، تلاوت قرآن کہ اس میں بدرجہ اولٰی یہ برکت ہوگی۔ اور حضرت بریدہ ابن الحصیب صحابی نے اس کی پیروی کی تو وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو ٹہنی رکھی جائے۔ اور حضرت بریدہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ لائق ہیں کہ ان کی پیروی کی جائے۔

☆ **علامہ خطیب احمد قسطلانی تحریر فرماتے ہیں: ان المعنی فیہ انہ یسبح مادام رطبا فیحصل التخفیف ببرکۃ التسبیح وحینئذ فیطرد فی کل مافیہ رطوبۃ من الریاحین والبقول وغیرھا ولیس للیابس تسبیح اھ**

(ارشاد الساری شرح البخاری، ج۲، ص۳۷۱، کتاب الوضو)

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک وہ شاخ تر رہے گی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے گی تو تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوگی اور اس وقت یہ حکم ہر اس چیز کو عام ہوگا جس میں تری

ہو جیسے پھول، سبزہ وغیرہ اور سوکھی چیز تسبیح نہیں کرتی۔

اوپر ذکر کی گئیں متعدد آیات قرآنیہ اور ان کی تفاسیر اور گیارہویں کی مناسبت سے گیارہ حدیثوں اور ان کی معتبر تشریحات سے عبادت مالی وبدنی بلکہ ہر عمل خیر کی ایصال ثواب کا جواز واستحباب کا بھرپور ثبوت حاصل ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ان چیزوں سے میت کو فائدہ بھی ملتا ہے۔

آنکھ والوں، صحیح عقل وسمجھ رکھنے والوں اور ہدایت طلب کرنے والوں کے لئے مذکورہ دلائل ہی کافی ووافی ہیں۔

پھر بھی ہم فقہ کی کتابوں سے ایصال ثواب اور فاتحہ کے جائز ومستحب ہونے پر کچھ مزید ایسے جزئیات واقوال نقل کررہے ہیں جن پر تمام مکتب فکر کے علماء متفق ہیں اور انہیں کتابوں سے سارے علماء اپنے فتاویٰ ومقالات میں دلائل پیش کرتے ہیں اور جن بزرگوں کے اقوال ذکر کریں گے یہ بزرگ بھی سب کے نزدیک معتمد ومعتبر ہیں

﴿فقہی جزئیات اور اقوال علماء سے ایصال ثواب کا ثبوت﴾

(۱) شرح فقہ اکبر میں ہے: **عند اهل السنة ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوما او حجا اوصدقة اوغيرها اه**

اہل سنت کے نزدیک انسان اپنے عمل نماز، روزہ، حج، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہونچاسکتا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص۲۲۵، مسألۃ فی ان الدعاء للمیت ینفع مطبوعہ بیروت)

(۲) **بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:** **من صام اوصلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة. كذافى البدائع اه** جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب دوسرے مردوں اور زندوں کو پہونچایا تو یہ جائز ہے اور ان اعمال کا ثواب

اہل سنت وجماعت کے نزدیک انہیں پہونچتا ہے۔ ایسا ہی بدائع الصنائع میں بھی ہے۔

(ج۳،ص۱۰۵، کتاب الحج باب الحج عن الغیر، مطبوعہ بیروت)

(۳) **ہدایہ اولین میں ہے:** **ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوما اوصدقة اوغيرها عند اهل السنة والجماعة اه**

اہل سنت وجماعت کے نزدیک انسان اپنے عمل نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہونچاسکتا ہے۔ **(ص۲۷۶، کتاب الحج باب الحج عن الغیر مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)**

(۴) **علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:** **سئل ابن حجر المكى عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل يقسم الثواب بينهم اويصل لكل منهم مثل ثواب ذلك كاملا ؟ فاجاب بانه افتى جمع بالثانى وهو اللائق بسعة الفضل اه**

علامہ ابن حجر مکی سے پوچھا گیا اگر کوئی قبرستان والوں کو فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب بخشے تو کیا اس کا ثواب انہیں بٹ کر ملے گا یا سب کو پورا پورا ملے گا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے فتویٰ دیا کہ سب کو پورا پورا ملے گا اور یہی اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل کے لائق ہے **(رد المحتار، ج۳، ص۱۵۳، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القرأۃ للمیت واهداء ثوابها له مطبوعہ بیروت)**

(۵) **مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:** **ان المسلمين مازالوا فى كل مصر وعصر يجتمعون ويقرؤن لموتاهم من غير نكير فكان ذلك اجماعا اه**

بے شک مسلمان ہر شہر و ہر زمانہ میں جمع ہوتے رہے اور اپنے میت کے لئے قرآن شریف پڑھتے رہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں تو یہ اجماع ہوگیا۔

(ج۴،ص۱۷۳، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، مطبوعہ بیروت)

(۶) **مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:** **فللانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره عند اهل السنة والجماعة صلوٰة كان اوصوما اوحجا اوصدقة اوقرأة للقران او الاذكار اوغير ذلك من انواع**

البر ویصل ذلک الی المیت وینفعه اھ

اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ جائز ہے کہ کوئی انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہونچائے چاہے وہ عمل نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ،قرآن کی تلاوت ہو یا ذکر یا اس کے علاوہ کوئی بھی نیک عمل اور ان اعمال کا ثواب میت کو پہونچتا ہے اور اسے فائدہ بھی دیتا ہے۔ (ص۲۲۴،کتاب الصلوٰۃ،فصل فی زیارۃ القبور)

(۷) **فتاویٰ شامی میں ہے: عن علی عنه صلی الله علیه وسلم قال : من مر علی المقابر وقرء "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" احدی عشرة مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات رواه الدار قطنی اھ**

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو ان مردوں کی بدولت ان کے برابر ثواب ملے گا۔

(ج۴،ص۱۲،باب الحج عن الغیر مطلب فی اھداء ثواب الاعمال للغیر)

(۸) **اسی میں ہے: ان رجلا سأله علیه الصلوٰة والسلام فقال کان لی ابوان ابراهما حال حیاتهما، فکیف لی ببرهما بعد موتهما ؟ فقال النبی صلی الله علیه وسلم : ان من البر بعد الموت ان تصلی لهما مع صلاتک وان تصوم لهما مع صومک اھ**

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا: میرے ماں باپ ہیں ان کی زندگی میں تو ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں تو ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیسے بھلائی کروں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرنے کے بعد ان کے ساتھ بھلائی کی صورت یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کے لئے بھی نماز پڑھو، اپنے روزے کے ساتھ ان کے لئے بھی روزے رکھو(اس کا ثواب پہونچاؤ۔

(ردالمحتار،ج۴،ص۱۲،باب الحج عن الغیر ،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

(۹) **شیخ ملا علی قاری فرماتے ہیں: عن سلمة بن عبید قال : قال حماد مکی : خرجت لیلة الی مقابر مکة فوضعت رأسی علی قبر فنمت فرائیت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت : قامت القیامة قالوا لا ولکن رجل من اخواننا قرأ "قل هو الله احد" وجعل ثوابها لنا فنحن نقتسمه منذ سنة اھ**

سلمہ ابن عبید روایت کرتے ہیں کہ حماد مکی نے کہا کہ میں ایک رات مکہ کے قبرستان میں گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے قبرستان والوں کو حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے دیکھا۔تو میں نے کہا کیا قیامت قائم ہوگئی؟ بولے نہیں لیکن ہمارے بھائیوں میں سے ایک نے"قل ھو اللہ احد" پڑھ کر اس کا ثواب ہم لوگوں کو بھیجا ہے تو ہم سال بھر سے اس کو بانٹ رہے ہیں۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،ج۴،ص۱۷۳،۱۷۴،کتاب الجنائز باب دفن المیت،مطبوعہ بیروت)

(۱۰) **فتاویٰ قاضی خان میں ہے: ویکره قلع الحطب والحشیش من المقبرة فان کان یابسا لابأس به لانه مادام رطبا یسبح فیؤنس المیت وعلی هذا قالوا لایستحب قلع الحشیش الرطب من غیر حاجة اھ**

(ج۱،ص۱۹۵،کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان النقل من بلد الی بلد مکروہ)

قبرستان سے سبز درخت وگھاس کاٹنا مکروہ ہے اگر خشک ہو تو کاٹنے میں حرج نہیں اس لئے کہ جب تک وہ تر رہیں گے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے جس سے میت کو انسیت حاصل ہوگی اسی وجہ سے علمائے کرام نے فرمایا کہ بلاوجہ تر گھاس کو نہیں کاٹنا چاہئے۔

(۱۱) **فتاویٰ عالمگیری میں ہے: یکره قطع الحطب والحشیش من المقبرة فان کان یابسا لابأس به کذافی فتاویٰ قاضی خان اھ**

قبرستان سے سبز درخت اور تر گھاس کاٹنا مکروہ ہے اگر سوکھے ہوں تو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں: (ج۱،ص۱۶۷،کتاب الصلوٰۃ،الفصل السادس فی القبر والدفن)

(۱۲) **فتاویٰ بزازیہ میں ہے: قطع الحشیش الرطب من المقابر یکره لانه یسبح ویندفع به العذاب عن المیت اویستأنس به المیت وعلی هذا لایکره**

من مقابر الكفار وقطع اليابس لايكره وبه ورد الحديث الصحيح اھ

قبرستان سے تر گھاس کا کاٹنا مکروہ ہے کیونکہ وہ خدا کی تسبیح کرتی ہے اوراس کی وجہ سے مردہ سے عذاب دور ہوتا ہے اوراس سے مردہ انسیت حاصل کرتا ہے۔ اسی بناء پر کفار کے مرگھٹ سے اور خشک گھاس کا کاٹنا مکروہ نہیں ہے اس پر صحیح حدیث وارد ہے۔

(فتاوٰی بزازیہ علی ھامش الھندیہ، ج۶ ص۳۵۸، کتاب الکراھیۃ نوع فی المسجد)

(۱۳) **شرح عقائد میں ہے: وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم ای صدقة الاحیاء عنهم ای عن الاموات نفع لهم ای للاموات اھ**

مردوں کے لئے زندوں کی دعا کرنے اور مردوں کی طرف سے زندوں کے صدقہ کرنے میں مردوں کے لئے نفع ہے۔ **(شرح عقائد، ص۱۰۷)**

(۱۴) حضرت عقبہ ابن عامر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ان الصدقة لتطفئ عن اهلها حر القبور رواه الطبرانی فی المعجم اھ**

بے شک صدقہ مردوں سے قبر کی حرارت (گرمی) کو دور کر دیتا ہے۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، ص۳۰۷، باب ماینفع المیت فی قبرہ مطبوعہ بیروت)

(۱۵) امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر ایک کی روحانیت کے لئے صدقہ کر کے سارے مومنین کو شریک کرے تو سب کو (ثواب برابر) پہونچے گا اور جس کی نیت سے صدقہ کیا گیا اس میں کچھ کمی نہ ہوگی بے شک تیرا رب تبارک وتعالیٰ وسیع مغفرت والا ہے اھ

(مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب بست وہشتم، ص۵۴)

(۱۶) **شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:** اور مستحب ہے کہ میت کے اس دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ وخیرات کیا جائے کہ میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا اسے فائدہ دیتا ہے اس بارے میں اہل

علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اوراس کے جائز ہونے میں خصوصاً احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہونچتا ہے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے (اس کے گھر والوں میں سے) کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں **اھ**

(اشعۃ اللمعات، شرح مشکٰوۃ، ج۱، ص۷۱۶۔۷۱۷، باب زیارۃ القبور)

(۱۷) **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:** تھوڑی شیرینی پر عموماً خواجگان چشت کے نام فاتحہ پڑھیں اور خدائے تعالیٰ سے حاجت طلب کریں اسی طرح روز پڑھتے رہیں اھ **(الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، ص۱۰۰، باب ذکر طریقہ ختم خواجگان چشت)**

(۱۸) **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:** بائیسویں حدیث: مجھے میرے سردار والد ماجد نے خبر دی کہ میں ہر سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایصال ثواب کے لئے کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال ایسا کچھ نہ ملا کہ جس سے میں کھانا پکوا سکوں تو میں نے بھُنا چنا منگوایا اور اسی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا تو میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مشرف ہوا دیکھا کہ حضور کے سامنے وہ بھُنا ہوا چنا رکھا ہے اور آپ بہت خوش اور بشاش ہیں اھ **(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، ص۴۰، مطبوعہ فیصل آباد)**

(۱۹) **حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:** حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی اوران کی اولاد پاک کو تمام امت پیر ومرشد کی طرح مانتی ہے اور امور تکوینیہ ان سے وابستہ جانتی ہیں اوران کے نام فاتحہ ودرود اور صدقات کا معمول ہے اور ایسے ہی تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے اھ **(تحفہ اثنا عشریہ، ص۲۱۴، باب ہفتم در امامت)**

اوپر بیان کئے گئے فقہی جزئیات اور معتمد ومعتبر علمائے کرام کے اقوال سے ایصال ثواب کا جواز اور استحباب ایسا ظاہر وباہر اور روشن ومنور ہو گیا کہ اب اس میں کسی بھی طرح کی کسی تاویل، تخصیص، حیلے بہانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایصال ثواب کے جائز ومستحب ہونے کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کا ایصال ثواب کی ترغیب دلانا بھی دو دو چار کی طرح

واضح وعیاں ہو گیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ ان اچھے کاموں سے مردوں کو فائدہ بھی ملتا ہے جیسا کہ بعض علمائے کرام نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا جس کا ذکر ابھی گزرا۔

اس کے باوجود ایصال ثواب کا انکار یا اس میں حیلے بہانے وہی ڈھونڈے گا جس کی نیت میں خرابی، دل میں کجی جو توفیق الٰہی سے عاری، رحمت انبیاء سے خالی، فیضان اولیاء اللہ سے محروم اہل سنت و جماعت کے اجماعی مسئلہ کی مخالفت کرنے والا اور مسلمانوں کو نیک کاموں سے روکنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

اب ہم تیجہ، چالیسواں، چھٹی شریف اور گیارہویں شریف منانے اور ان نیک کاموں کے لئے وقت اور دن متعین کرنے کی شرعی حیثیت کو مزید دلائل سے واضح کر رہے ہیں حالانکہ اوپر بیان ہوئے دلائل سے بھی ان چیزوں کا بھرپور ثبوت فراہم ہو گیا لیکن ہم کچھ اور ایسی دلیلیں بیان کر رہے ہیں جن سے انشاء اللہ غلط حیلے بہانے ڈھونڈنے والوں کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔

﴿ ایصال ثواب اور عمل خیر کے لئے دن اور وقت متعین کرنا ﴾

کسی کام کے لئے دن اور وقت متعین ومقرر کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک شرعی اور دوسری عادی

(۱) شرعی یہ ہے کہ خود شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لئے کسی وقت کو مقرر و خاص کر دیا ہو کہ اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں وہ کام ہو ہی نہیں سکتا ہے جیسے قربانی کے لئے ایام نحر دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کہ ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں اگر کوئی قربانی کرے تو شرعاً ادا نہ ہوگی۔ یا یہ ہے کہ اس وقت سے اس عمل و کام کو مقدم و مؤخر (آگے پیچھے) کرنا ناجائز ہو جیسے حج کے احرام کے لئے حرمت والے مہینے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ یا اس وقت میں جو ثواب ہو دوسرے وقت میں نہ ہو جیسے عشاء کی نماز کے لئے تہائی رات۔

(۲) عادی یہ ہے کہ شریعت کی جانب سے کوئی قید وتعیین نہ ہو بلکہ جب چاہیں عمل میں لائیں ہر وقت جائز ہے جیسے ایصال ثواب کے لئے وقت خاص کر لینا، پڑھنے پڑھانے کے لئے دن متعین کر لینا وغیرہ۔

فاتحہ، ایصالِ ثواب، صدقات وخیرات یا کسی بھی نیک کام کے لئے سال، دن، مہینہ اور وقت مقرر کر لینا جیسے عرس، بارہویں شریف، گیارہویں، چھٹی، تیجہ چالیسواں وغیرہ یہ سب تخصیصات عادیہ، عرفیہ ہیں جنہیں لوگ اپنی ضرورت ومصلحت اور آسانی کے لئے مقرر کر لیتے ہیں تا کہ لوگ اس مقررہ تاریخ میں آسانی کے ساتھ پہنچ جائیں۔ اس تقرر و تعیین کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ کام ان تاریخوں کے علاوہ دوسری تاریخوں میں جائز نہیں ہے۔

خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین اور علمائے کرام امورِ خیر اور نیک کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر ومتعین فرماتے آئے ہیں۔

(۱) **بخاری شریف میں ہے:** عن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يأتي مسجد قباء كل سبت ما شيا وراكبا فيصلي فيه ركعتين اھ

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر ہفتہ (سنیچر) کے دن مسجد قباء تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

(ج:۱، ص:۱۵۹، کتاب الصلوۃ باب اتیان مسجد قباء مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

(۲) **حضرت کعب بن مالک روایت کرتے ہیں:** ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج يوم الخميس في غزوة تبوك وكان يحب ان يخرج يوم الخميس اھ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جمعرات کے دن غزوۂ تبوک میں تشریف

لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر پر نکلنا پسند فرماتے تھے۔

(بخاری شریف، ج:۱،ص:۴۱۴ باب من ارادۃ غزوۃ مطبوعہ مجلسِ برکات جامعہ اشرفیہ)

(۳) سننِ ابوداؤد میں ہے: حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: **ان افضل ایامکم یوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا على من الصلوٰة فيه فان صلوٰتكم معروضة على اه**

تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن بے ہوشی طاری ہوگی۔ اس لئے اس دن زیادہ سے زیادہ مجھ پر درود پڑھا کرو کہ تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ (ج:۱،ص:۱۵۰، کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعہ)

(۴) مسلم شریف میں ہے: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: **سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صوم الا ثنين فقال فيه ولدت وفيه انزل على اه**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(ج:۱،ص:۳۶۸ باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام مطبوعہ مجلسِ برکات جامعہ اشرفیہ)

(۵) ترمذی شریف میں ہے: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: **كان النبی صلى الله عليه وسلم يتحرى صوم الاثنين والخميس اه**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے

(ج:۱،ص:۱۵۷ کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس)

(۶) بخاری شریف میں ہے: عن ابی وائل قال كان عبد الله يذكر الناس فى كل خميس اه

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود ہر جمعرات کو لوگوں میں وعظ (تقریر) کرتے (ج:۱،ص:۱۶ باب من جعل لاهل العلم ایاما معلومۃ مطبوعہ مجلسِ برکات اشرفیہ مبارکپور)

(۷) وفاءالوفا میں ہے: عن عبادة بن ابى صالح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأتى قبور الشهداء باحد علىٰ رأس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبر تم فنعم عقبى الدار قال وجاء ها ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضى الله عنهم رواه ابن ابى شيبه اه

حضرت عبادہ ابن ابی صالح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جایا کرتے اور فرماتے: ''**سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبى الدار**'' راوی فرماتے ہیں کہ حضور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم آیا کرتے تھے۔ (ج:۲،ص:۱۳۳)

(۸) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت ایصال ثواب اور عمل خیر کے لئے دن اور وقت مقرر کرنے کے جواز پر حدیثیں نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

یہ سب توقیتِ عادی کے باب سے ہیں حاشا کہ سید سرداراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہو کہ انتہائے سال کے علاوہ کسی دوسرے وقت کی زیارت، زیارت نہیں، یا جائز نہیں........اسی طرح حضرت ابن مسعود کا مقصود یہ نہ تھا کہ پنج شنبہ (جمعرات) کے علاوہ کسی اور دن وعظ نہیں یا دوسرے دن اس کا جواز نہیں، یا دوسرے دن یہ اجر فوت ہو جائیگا، یا شرع مطہر نے یہ تعیین فرمائی تھی، ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی ایک عادت مقرر کر لی تھی تا کہ ہر ہفتہ میں مسلمانوں کی تذکیر (نصیحت) کا کام انجام دیتے رہیں اور دن متعین ہونے کی وجہ سے طالبان خیر آسانی سے جمع ہو جائیں۔ اسی طرح باقی امور کو قیاس کرو۔اھ

(فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۹،ص:۵۸۶،۵۸۷ رسالہ الحجة الفائحه لطيب التعيين والفاتحه مطبوعہ مرکز اہل سنت برکاتِ رضا پور بندر گجرات)

(۹) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی سے جب اس تعیین وتخصیص کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا: فاتحہ اور طعام بلاشبہ مستحسن ہیں اور

تخصیص جو مخصص (خاص کرنے والے) کا فعل ہے وہ اس کے اختیار میں ہے، ممانعت کا سبب نہیں ہوسکتا، یہ خاص کر لینے کی مثالیں سب عرف اور عادت کی قسم سے ہیں جو ابتدا میں خاص مصلحتوں اور خفی مناسبتوں کی وجہ سے رونما ہوئیں پھر رفتہ رفتہ عام ہوگئیں۔اھ

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین بحوالہ فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۹،ص:۵۹۰،۵۹۱ کتاب الجنائز)

خود لوگ اپنے رات و دن کے معمولات کے لئے وقت متعین کر لیتے ہیں، مسجدوں میں جماعت کا وقت گھڑیوں سے متعین ہوتا ہے کہ اتنے بجے فلاں نماز کی جماعت ہوگی تو کیا اس وقت کے باندھ لینے کی وجہ سے جماعت ناجائز ہوجائے گی۔اسی طرح مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز میں پڑھنے پڑھانے کے اوقات، امتحان کے اوقات، تعلیم کے اوقات، نصاب تعلیم اور چھٹی کے دن متعین کئے جاتے ہیں، لوگ اپنے آفسوں میں جانے کے لئے ٹائم متعین کر لیتے ہیں، شادی بیاہ کے لئے مہینہ اور دن متعین کر لیتے ہیں اس کے علاوہ سیکڑوں ایسے دینی و دنیوی معاملات ہیں جن کے لئے سال، مہینہ، دن اور وقت انتظامی سہولت کے لئے خاص کر لیا جاتا ہے تو کیا صرف خاص اور مقرر کر لینے کی وجہ سے یہ سارے کام ناجائز ہوجائیں گے؟ جو لوگ گیارہویں، چھٹی شریف وغیرہ کو صرف اس وجہ سے ناجائز کہتے ہیں کہ ان نیک کاموں کے لئے دن اور تاریخ مقرر کر لی گئی، انہیں چاہئے کہ وہ اپنے یہاں سے مدارس و اسکول ختم کر لیں اور اس میں پڑھنے کے لئے بطور نصاب کوئی کتاب مقرر نہ کریں، پڑھنے کا ٹائم مقرر نہ کریں، اسی طرح امور خانہ داری، ملاقات، سیر و تفریح اور کھانے، سونے کے لئے بھی کوئی وقت مقرر و خاص نہ کریں کیوں کہ مقرر کر لینے سے ہی یہ سب کام ناجائز ہوجائیں گے؟ یقیناً اس ترقی یافتہ مادی دور میں اس طرح کی باتیں وہی کرے گا جس کی عقل ماؤف اور دماغ معطل ہوگیا ہو، بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ اگر کاموں کے لئے اوقات و تاریخ متعین و مقرر نہ کی جائے تو پورا نظام عالم ہی درہم برہم ہوجائے گا خواہ معاملات دینی ہو یا دنیاوی اور اس تقرر و تعیین میں نہ تو شرعی اعتبار سے کوئی خرابی ہے اور نہ عقلی اعتبار سے۔

ہم نے قرآن کریم کی چار آیات اور ان کی مستند چھ تفاسیر، اٹھارہ صحیح حدیثیں اور ان کی چھ

جامع تشریحات، چودہ فقہی جزئیات اور سات معتمد و معتبر علمائے کرام کے اقوال کا ذکر کیا جن سے ایصالِ ثواب کے جائز و مستحب ہونے کا بھرپور ثبوت فراہم ہوگیا اور یہ معلوم ہوگیا کہ عبادت بدنی ہو یا مالی، نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقات و خیرات، غرض کہ کوئی بھی نیک کام ہو اس کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے اور اس کو اس کا فائدہ بھی ملتا ہے۔طوالت سے بچتے ہوئے ہم نے یہاں پچپن دلائلِ قاہرہ پر اکتفا کیا۔اہل بصیرت اور حق کے طلبگاروں کے لئے یہی کافی و وافی ورنہ اس پر سینکڑوں مزید دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن جاہل، ہٹ دھرم، گمراہ و بدمذہب کے لئے وہ بھی ناکافی، پھر بھی جو اس سے زیادہ تفصیل کا خواہاں ہو وہ حدیث وفقہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں خاص کر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ مفتی احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کا رسالہ(۱) **الحجة الفائحه لطيب التعيين و الفاتحه** (۲) **اتيان الارواح لديارهم بعدالرواح** (۳) **حياة الموات فى بيان سماع الاموات** (مشمولہ فتاویٰ رضویہ مترجم ج:۹) اور ملک العلماء شاہ مفتی محمد ظفر الدین قادری بہاری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ(۱) نصرت الاصحاب باقسام ایصال الثواب (۲) مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس مشمولہ فتاویٰ ملک العلماء کا مطالعہ کریں۔

ایصال ثواب کے مناسبت سے ہم فاتحہ کا معروف طریقہ بھی بیان کردیتے ہیں

ترکیب فاتحہ

سب سے پہلے قرآن مقدّس کی کوئی بڑی سورت یا کسی بڑی سورت کا کوئی حصہ مثلا لَايَسْتَوِىْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ پڑھیں پھر چاروں قل یعنی قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ایک بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک بار سُوْرَةُ فَاتِحَة، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ایک بار اور سُوْرَةُ بَقَرَة، الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک ایک بار پڑھیں پھر ایک بار یہ پڑھیں:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْاعَلَيْهِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِيْمًا ۝ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَآاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْايَتَّقُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ایصال ثواب کا طریقہ

الٰہ العالمین، کریما، کارسازا، بندہ نوازا، تو رحمٰن ہے، رحیم ہے، علیم وخبیر ہے، میرے کریم مولیٰ ہم سبھوں نے قرآن مقدس کی تلاوت کی، درود وسلام کا ہدیہ پیش کیا، ذکرواذکار، تسبیحات وتہلیلات اور جو کچھ تبرکات، کھانا، شیرینی وغیرہ حاضر ہے

ان میں کوئی غلطی، کوتاہی یا کمی رہ گئی ہو تو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما کر اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اور ان سب کا ہدیہ اور نذرانہ تیرے پیارے حبیب ہم بیماروں کے طبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں قبول فرما۔ سرکار دوعالم ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام، مرسلین عظام، صحابۂ کرام، صحابیات، ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار، تابعین، تبع تابعین، شہدائے اسلام، اولیائے کرام، ائمۂ مجتہدین اور تمام سلاسل کے بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہوں میں پیش ہے قبول فرما۔ جملہ مؤمنین ومؤمنات کی ارواح کو اس کا ثواب پہنچا۔ بالخصوص (جس کے نام ایصال ثواب کرنا ہو اس کا نام لیں مثلا ڈاکٹر معلم الدین مرحوم) کی روح کو اس کا ثواب پہنچا، اے اللہ! ان کی مغفرت فرما، جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرما، عذاب قبر وحشر ونشر سے محفوظ فرما، جنت کی بہاریں نصیب فرما، درجات میں بلندیاں عطا فرما۔ اے اللہ! ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما، ہمارے علم وعمل میں برکتیں اور نکھار پیدا فرما، ہمارے جان ومال، عزت وآبرو، ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرما، عالم اسلام کے تمام مسلمانوں پر کرم فرما، اسلام کا بول بالا فرما، اے اللہ! آسمانی، زمینی بلاؤں سے ہماری حفاظت فرما، ہمارے کاروبار، دکان ومکان اور تجارتوں میں خوب برکتیں نازل فرما، اے اللہ! ایمان پر زندگی اور ایمان پر خاتمہ بالخیر فرما۔ ہماری ان دعاؤں کو اپنے محبوب بندوں بالخصوص نبی کریم ﷺ کے صدقہ طفیل قبول فرما۔

خادم درس وافتاء الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم۔پی)

تاریخ: ۱۱ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَاتَقَبَّلْ مِنَّااِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَااِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُO

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْاعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْمًاO

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَامُحَمَّدٍمَّعْدِنِ الْجُوْدِوَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْO

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَO بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ O

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور اس مبارک رسالہ کو نجات ومغفرت کا ذریعہ بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ وھو الموفق والمعین وھو تعالیٰ اعلم

محمد رفیق الاسلام مصباحی

mb:8670758621,9647721327

Email:rafiqmisbahi@gmail.com

مؤلف ایک نظر میں

ا) نام ونسب : محمد رفیق الاسلام بن محمد حصیر الدین بن مرحوم ڈاکٹر محمد معلم الدین

ولادت : باعتبار سند ۲؍فروری ۱۹۸۳ء مقام کالوبستی پانچ ڈمٹھی تھانہ اسلام پور ضلع اتر دیناج پور (مغربی بنگال)

ناظرہ قرآن مقدس: دادا مرحوم ڈاکٹر محمد معلم الدین، والدہ محترمہ، محلّہ کا مکتب

ابتدائی تعلیم : دار العلوم غوثیہ، مکیری ٹولہ، تھاوے ضلع گوپال گنج (بہار) دار العلوم گلشن بغداد، رام پور (یوپی)

الجامعۃ الاشرفیہ میں داخلہ: ۱۲؍شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲؍دسمبر ۲۰۰۱ء

دستار قرأت حفص: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۸؍جولائی ۲۰۰۵ء

عالمیت : ۱۲؍شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷؍ستمبر ۲۰۰۵ء

دستار فضیلت : یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۷؍جون ۱۷؍۲۰۰۷ء

دستار تخصص فی الفقہ : یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶؍مئی ۲۰۰۹ء بموقع عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

تعلیمی لیاقت : منشی، منشی کامل، مولوی، عالم، فاضل ادب، فاضل طب (عربی، فارسی، مدرسہ بورڈ لکھنؤ (یوپی)

تدریس : (ا) الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بحیثیت معین المدرسین دوران تخصص فی الفقہ از ۱۵؍شوال ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶؍اکتوبر ۲۰۰۸ء تا ۷؍شعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰؍جولائی ۲۰۰۹ء (۲) الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ اندور ایم پی، از ۱۰؍شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۹ء

(۳) جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم ڈی جے ھلی بنگلور ۴۵ (کرناٹک)

از ۲۲ رشوال المکرّم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹ راگست ۲۰۱۴ء تا حال

اجازت درس : اجازت قرآن وحدیث وفقہ، سراج الفقہاء محقق مسائل جدیدہ

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، صدر شعبۂ افتاء

وناظم مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یوپی۔

اجازت حدیث: استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ مصباحی،

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب

صدر المدرسین وصدر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بیعت وارادت: تاج الشریعہ قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری

ازہری بریلوی جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

اجازت وخلافت: مقتدائے اہلسنت، مفتی اعظم نیپال حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری

مفتی جیش محمد صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی شیر نیپال دامت برکاتہم القدسیہ

مشاغل :فتویٰ نویسی، تدریس، تصنیف، تالیف، تبلیغ، مضمون نگاری، خطابت۔

تصنیف وتحریر: (۱) سرکار کی آمد مرحبا! (۲) جان ایمان (۳) ایصال ثواب قرآن وحدیث کی روشنی میں المعروف آخرت کا سہارا (۴) کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم؟ (۵) تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ (۶) جامع الدعا (۷) امام احمد رضا کا فقہی کمال، فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے (۸) مدارس اسلامیہ کی تعلیمی زبوں حالی، اسباب وعلاج۔ اس کے علاوہ رسائل وجرائد واخبارات میں متعدد مضامین۔